حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق کے پچھلے دورۂ ایران کی سرگزشت

(قسط نمبر ۹)

ایران کے اس دورہ کے اختتام پر مناسب سمجھتا ہوں کہ مولانا سمیع الحق کے پچھلے دورۂ ایران (از ۵ مئی ۲۰۰۴ تا ۱۲ مئی ۲۰۰۴ء) کا بھی تفصیلی ذکر ہو جائے۔ جس میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب اور احقر بھی شریک تھے۔ ارادہ کے باوجود اس وقت اس کے مرتب کرنے میں تاخیر ہوتی رہی۔ عرفت ربی بفسخ العزائم اس دورہ میں تہران کے علاوہ مشہد، قم، اور ایرانی بلوچستان کے مرکزی شہر زاہدان بھی جانا ہوا۔ اس کا ذکر کئے بغیر یہ سفر نامہ ادھورہ رہے گا۔

وحدت اسلامی کانفرنس میں دعوت شرکت: المجمع العالمی للتقریب بین المذاهب الاسلامیہ نامی ایران کی ایک اعلیٰ حکومتی تنظیم کے زیر اہتمام تہران میں ۱۷ ویں سالانہ منعقدہ کانفرنس میں شرکت کے دعوت نامے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور احقر کو خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران پشاور کے ڈائریکٹر رئیس السادات کے توسط سے موصول ہوئے۔ مولانا سمیع الحق نے کثرت مشاغل کی بنیاد پر معذرت کی اور اس سلسلے میں ایک جوابی مکتوب خانہ فرہنگ کے ڈائریکٹر کے نام ارسال کیا۔ معذرتی خط ملاحظہ کرنے کے بعد انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور مجھے بتایا کہ اس کانفرنس میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور شیخ الحدیث مولانا حسن جان صاحب نے بھی شرکت کیلئے حامی بھری ہے۔ آپ اگر کسی طرح مولانا صاحب کو شرکت کیلئے راضی کرلیں تو اس کے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ کچھ دنوں بعد پشاور میں تعینات ایرانی قونصلیٹ کے قونصلر جنرل جناب محمد حسن ایمانی صاحب بذات خود مولانا صاحب کو دعوت دینے آئے۔ اس موقع پر انہوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ بھی کیا اور دارالعلوم کے کتب خانے کے لئے گرانقدر چودہ جلدوں پر محیط فارسی لغت نامہ بھی ہدیہ کیا۔ مولانا صاحب نے بشرط عدم عوارض کانفرنس میں شرکت کی حامی بھری۔ آخری ہفتے تک مولانا صاحب قطعی طور پر تیار نہ تھے۔ کانفرنس کے انعقاد سے ایک ہفتہ قبل پشاور قونصلیٹ کی انتظامیہ والوں نے میرا پاسپورٹ ویزہ لگانے کیلئے طلب کیا۔ حضرت مولانا سمیع الحق کا پاسپورٹ آفیشل ہونے کی بناء پر ویزہ کی ضرورت نہ تھی۔ ایران کیلئے پشاور اور اسلام آباد سے براہ راست کوئی فلائٹ نہ تھی۔ اس لئے ہمیں پہلے مرحلے میں کراچی جانا تھا۔

5 رمئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ علی الصبح بعد از نماز فجر میں ضروری سفری سامان لے کر اکوڑہ خٹک سے اسلام آباد روانہ ہوا۔ پونے نو بجے کے قریب اسلام آباد ائیر پورٹ پہنچا۔ وہاں میں نے حضرت مولانا سمیع الحق کو اپنے پہنچ جانے کی اطلاع دی۔ جو گزشتہ کئی دنوں سے اپنی مصروفیات کی بناء پر اسلام آباد ہی میں تھے۔ VIP لاؤنج میں کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد میں نے بورڈنگ پاس بنوائے۔ اس دوران مولانا حسن جان صاحب ڈائریکٹر خانہ فرہنگ رئیس السادات کے ہمراہ پہنچے۔ کچھ دیر کے بعد مولانا فضل الرحمٰن بھی لاؤنج میں داخل ہوئے۔ پونے دس بجے مولانا سمیع الحق بھی فلائٹ کے لئے پہنچ گئے۔ اب ہم چار افراد کا قافلہ منزل مقصود تہران جانے کیلئے تیار تھا۔ رئیس السادات نے ہمیں رخصت کرتے وقت متبسمانہ انداز میں کہا کہ آپ لوگ آج وحدت طیارے پر سفر کریں گے۔ (اس کا اشارہ مولانا سمیع الحق اور مولانا فضل الرحمٰن کے اکٹھے جانے کی طرف تھا) دس بجے ہمیں جہاز پر لے جایا گیا۔ سوا دس بجے جہاز نے ٹیک اوور کیا۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہم سوا بارہ بجے کراچی پہنچے۔ ائیر پورٹ پر ہمیں پروگرام کے مطابق ایرانی قونصلیٹ کی انتظامیہ سے ایران جانے کے سفری دستاویزات اور ٹکٹیں وصول کرنی تھیں۔ کچھ دیر بعد قونصلیٹ کا ایک معاون قونصلر جو سوٹ میں ملبوس تھا نظر آیا۔ ملنے کے بعد اس نے ہمیں ایران ائر لائنز کی ٹکٹیں دیں۔ اس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا کہ میں کافی پہلے ائرپورٹ پہنچ گیا تھا' ائیرپورٹ انٹری کارڈ بھی میرے پاس تھا لیکن مجھے اندر جانے سے روک کر بتایا گیا کہ طیاروں کے اغوا کرنے کے امکان کی بدولت تمام انٹری کارڈ منسوخ ہیں۔ کراچی ائیرپورٹ سے ہمارے قافلے میں ایک فرد اور بھی جو بلوچستان کے وزیر بلدیات مولانا حافظ حسین احمد شرودئی تھے آ ملے۔ سوا دو بجے تہران کی فلائٹ تھی۔ کمی وقت کے باعث ہم رخصت لے کر انٹرنیشنل ٹرمینل کی طرف آئے۔ بورڈنگ پاس بنوانے کے بعد ہم لاؤنج میں بیٹھ گئے۔ یہیں نماز ظہر مولانا حسن جان کی امامت میں ادا کی۔ چائے اور مفرحات سے محظوظ ہونے کے بعد ہمیں جہاز کی طرف لے جایا گیا۔ ٹھیک سوا دو بجے جہاز روانہ ہوا۔ تین گھنٹے کے سفر کے بعد پاکستانی وقت کے مطابق پانچ بج کر بیس منٹ پر ہم ایرانی دارالحکومت تہران ائیرپورٹ پر اترے۔ جہاز کے لینڈنگ کے وقت میرے دماغ میں شاعر کے وہ اشعار گھوم رہے تھے جو اس نے ایران کی مدح میں یوں لکھے :

خوشا مرز ایران عنبر نسیم — کہ خاکش گرامی تر از زر و سیم
ہوائش موافق بہ ہر آدمی — زمینش سراسر پُر از خرمی
ہمابوستانش سراپا گل است — بہ باغ اندروں لالہ و سنبل است

ائرپورٹ پر وزارت خارجہ کے اعلیٰ اہل کاروں اور مجمع التقریب کے سیکرٹری جنرل علامہ شیخ محمد علی تسخیری کے نائب اور ان کے فرزند نے ہمارا پُر تپاک استقبال کیا۔ مجمع التقریب کا ایک نمائندہ ہمارے پاسپورٹس اور ٹکٹیں امیگریشن اور انٹری کیلئے لیکر گیا۔

<u>ائرپورٹ پر ایک شیعہ عالم سے گفتگو:</u> اس دوران ہمیں وی آئی پی لاؤنج میں بٹھایا گیا' جہاں ایک معمر شیعہ

عالم دین سے بات چیت ہوئی۔ میں نے اُس سے ''رے'' (شہر کا نام) کے بارے میں پوچھا' تو اس نے بتایا کہ رے علیحدہ شہر ہے اور تہران علیحدہ۔ جو اس وقت اگر چہ جڑواں شہر جیسے بن گئے ہیں۔ اُس نے مزید بتایا کہ ہمارے ایک امام نے تیرہ سو سال قبل فرمایا تھا کہ پہاڑ کے دامن میں ایک شہر آباد ہوگا اس کا نام تہران رکھنا۔ اس مختصری گفتگو کے بعد ہم نے اس سے رخصت لی اور ہم چھ پاکستانی مندوبین کو علیحدہ علیحدہ گاڑیوں میں بٹھا کر روانہ کیا گیا۔ آیئے مہر آباد ائرپورٹ سے تہران میں داخل ہونے سے قبل کچھ تہران کے بارے میں جانیں۔

<u>تہران:</u> ایران کا پایہ تخت عربی تہجی کے مطابق اس نام کی صورت طہران (بالطاء) بیسویں صدی کے شروع تک باقی رہی۔ تاہم یاقوت جو عرب تھا۔ تہران کے تلفظ کو تسلیم کرتا ہے۔ زکریا قزوینی جو ایرانی ہے اس کلمے کی صرف یہی صورت درج کتاب کرتا ہے۔

<u>وجہ تسمیہ تہران:</u> تہران کی وجہ تسمیہ یقینی طور پر معلوم نہیں۔ اشتقاق عوام پسند تہ + ران وہ جو لوگوں کا زمین کی تہہ تک پیچھا کرے۔ اس لفظ کے دوسرے جُز ران پر غور کریں تو یہ گمان ضرور دلفریب معلوم ہوتا ہے کہ ران رے کا مخفف ہے۔ اس لحاظ سے اس کے معنی ہوں گے پائینِ رے۔ یعنی رے کی تہہ میں واقع۔ تہران نام کا ایک دوسرا علاقہ اصفہان کے قریب بھی واقع ہے۔ لیکن اس دوسرے تہران کا نام اب تیران یا تیرون ہوگیا۔

<u>جائے وقوع و تاریخی پس منظر:</u> تہران کا طول بلد ۵۱ درجہ ۲۵ دقیقہ ۲۰۸ ثانیہ ہے۔ اس کا محل وقوع ایک نشیب (گود) میں کوہ البرز کے باہر نکلے ہوئے شعبوں کے دامن میں واقع ہے۔ درہ سرتو چال جو شہر کے شمال میں بارہ میل کے فاصلے پر ہے بارہ ہزار فٹ اونچا ہے۔ سرتو چال کے پچھلی طرف یعنی شمال میں رود کرج اور رود جاجرود نکلتے ہیں۔ تہران کی اوسط بلندی تین ہزار آٹھ سو دس فٹ ہے۔ شمال شہر کی طرف نشیب زیادہ ہے اور یک دفعہ چڑھائی شروع ہوجاتی ہے۔ تہران کے قرب میں واقع قدیم شہر رے بعض لوگوں کے نزدیک اب بھی موجود ہے۔ جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ختم ہوکر تہران کا حصہ بن چکا ہے۔ تہران کی افزائش و ترقی کی وجہ اس کے نواح کی دیگر امہات بلاد کا غائب اور ختم ہونا ہے۔ رے کا زوال ۶۱۷ھ ۱۲۲۰ء سے شروع ہوا۔ جب منگولوں نے اسے ویران کردیا۔ اس شہر کی خوشحالی شاہ طہماسپ اول کے وقت سے شروع ہوئی۔ جس نے ۹۶۱ھ میں یہاں بازار بنوائے۔ اور شہر کے گرد ایک فصیل تعمیر کرائی۔ جس میں چار دروازے اور ۱۱۴ برج تھے۔ ۱۱۴ کا تلازمہ اس لئے تھا کہ قرآن پاک کی سورتوں کی تعداد بھی اتنی ہی ہے۔ چنانچہ ہر برج میں ایک سورت لکھوائی گئی۔ تہران قاچاریوں کے عروج کے زمانے میں آقا محمد خان کے دور حکومت میں ۱۲۰۰ھ بمطابق ۱۷۸۶ء میں دارالخلافہ بنا۔ تہران کو اقبال کی نظر میں امم مشرق کا جنیوا بننا چاہیے۔

طہران ہو اگر عالم مشرق کا جنیوا شاید کہ کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

ایک کروڑ نفوس پر مشتمل یہ شہر روشنیوں کا شہر بھی کہلاتا ہے۔

<u>بزرگ آزادی ہوٹل میں علماء کا استقبال:</u> آمدم برسر مقصد ائرپورٹ سے تقریباً آدھ گھنٹہ سفر کے بعد ''آزادی

گرینڈ ہوٹل" پہنچے۔ یہ تہران کا سب سے بڑا فائیو سٹار ہوٹل ہے۔ میرے پوچھنے پر ایک شخص نے بتایا کہ یہ ہوٹل انقلاب سے قبل شاہ ایران کے بھائی کی ملکیت تھا اور اب حکومتی تحویل میں ہے۔

ہوٹل کے مین دروازے پر زاہدان سے تعلق رکھنے والے سُنی علماء کرام مولانا عبدالمجید مرادزہی' مولانا عبدالغنی اور مولانا محمد کریم ہمارے استقبال کیلئے پہلے سے منتظر تھے۔ جنہوں نے معانقہ ومصافحہ کے بعد ہمیں خوش آمدید کہا۔ ان علماء نے مولانا سمیع الحق صاحب سے کہا کہ آپ کی آمد کا کل تک قطعی معلوم نہ ہوسکا۔ آج معلوم ہوا کہ آپ بھی تشریف لا رہے ہیں تو خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ یہاں ہم نے اپنے اپنے کمروں میں جا کر نماز عصر ادا کی۔

<u>اہل سنت علماء کرام کی طرف سے ایران میں چند دن ٹھہرنے کا اصرار:</u> بعد از نماز عصر ایران کے علماء کا ایک وفد مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملاقات کے لئے آیا اور ان سے درخواست کی کہ کانفرنس پرسوں ہفتہ کے روز تک ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ مزید چند دن ٹھہر جائیں تا کہ آپ کی ملاقاتیں ایران کے مختلف صوبوں کے علماء سے کرائی جاسکیں۔ مولانا مدظلہ صاحب نے جواباً کہا کہ اس سلسلے میں مَیں قطعی جواب کل دوں گا۔ جبکہ مولانا فضل الرحمٰن ومولانا حسن جان صاحب اور احقر نے ان کی دعوت پر فوراً لبیک کہا۔ سوچا کہ یہی موقع ہے کہ اکابرین کے آثار ومزارات کی زیارت اور ایران کے تاریخی مقامات کی سیر ہو۔ مغرب کے قریب ایرانی حکومت کی طرف سے ایک اعلیٰ اہلکار آقائے اصفہان ہمیں خوش آمدید کہنے آئے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ جب تک آپ ایران میں مقیم ہیں اور آپکا جو شیڈول ہے وہ ہمیں دیں تا کہ ہم آپکو ہر قسم کی سہولیات بہم پہنچا سکیں۔ یہاں پاکستانی وقت کے مطابق 8:20 پر غروب آفتاب ہوا

<u>ایرانی اہل سنت کے سربراہ مولانا عبدالحمید اور تاجک لیڈر شیخ عبداللہ نوری سے ملاقاتیں:</u> نماز مغرب کے بعد زاہدان کے بڑے دینی ادارے کے مہتمم' ایران میں سنیوں کے سربراہ اور حضرت مولانا شیخ عبدالعزیزؒ کے داماد و جانشین مولانا عبدالحمید مدظلہ اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ ملاقات کیلئے پہنچے۔ ان کے ساتھ ایک گھنٹے تک ملاقات رہی۔ اس دوران انہوں نے یہاں کے سنی علماء کرام اور عام اہل تسنن کے حالات تفصیلاً سنائے۔ انہوں نے بتایا کہ اس دفعہ اس کانفرنس کا انعقاد وسیع پیمانے پر کیا گیا ہے۔ اس سے قبل اتنا وسیع پروگرام نہیں ہوا۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس پر فرمایا کہ ممکن ہے کہ یہ لوگ اب سمجھ گئے ہوں کہ دشمن کا مقابلہ اکیلے ممکن نہیں۔ ایران میں شیعہ سنی باہمی تعلقات کے بارے میں مولانا عبدالحمید مدظلہ نے بتایا کہ دونوں فرقے بڑی خوش اسلوبی سے وقت گزارتے ہیں۔ ابھی ابھی گزشتہ دنوں ہمارے مدرسے کے سنی علماء شیعہ مسلک کے مدرسہ امام جعفر صادقؒ کے معائنہ کیلئے گئے۔ جہاں اہل تشیع نے ان علماء کی بڑی آؤ بھگت کی اور پھر ان کے اہل تشیع علماء ہمارے یہاں دورہ پر آئے۔ مولانا عبدالحمید مدظلہ نے سُنی علماء کے مدارس اہل تسنن سے متعلق کہا کہ ان کا ایک متفقہ وفاق بھی پاکستان کی طرز پر قائم ہے۔ ملاقات کے اختتام پر ہم نے نماز پڑھی۔ نماز عشاء کے بعد گراؤنڈ فلور پر واقع ریسٹورنٹ کھانے کیلئے گئے۔ ایرانی کھانوں میں مرچ مصالحوں کا استعمال نہیں ہوتا۔ اس لئے پاکستانیوں کو یہ کھانا پھیکا لگتا ہے۔ یہیں کھانے کے دوران ہماری ملاقات تاجکستان کے

مسلم رہنما شیخ عبداللہ نوری سے ہوئی۔ جو اس کانفرنس میں شرکت کیلئے آئے ہوئے تھے۔ موصوف دورۂ پاکستان کے دوران جامعہ حقانیہ بھی تشریف لا چکے تھے۔ ان دنوں دارالعلوم میں سنٹرل ایشیاء بالخصوص تاجکستان کے نوجوان طلباء کی ایک اچھی خاصی جماعت مصروف تعلیم تھی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے مزار مبارک کے متصل احاطہ ان طلباء ہی کے نام سے احاطہ ماوراء النہر کہلاتا ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ ان طلباء کے قیام تعلیم میں بے حد دلچسپی رکھتے تھے۔ احقر بھی ان طالب علموں کو صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھاتا تھا۔ علامہ نوری اس بارے میں سراپا تشکر تھے۔ اور ان کے درمیان نامہ و پیام کا سلسلہ عرصہ سے قائم تھا۔ جس دن شیخ نوری دارالعلوم آئے تو حضرت مولانا صاحب مدظلہ سفر پر تھے۔ اور ملاقات نہیں ہو سکی۔ آج کی ملاقات پہلی ملاقات تھی۔ افسوس کہ علامہ نوری ؒ پچھلے سال مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ انہوں نے مولانا صاحب سے مدرسہ کے احوال پوچھے۔ اور مختلف بین الاقوامی امور پر بات چیت بھی کی۔ فراغت پر ہم اپنے اپنے کمروں میں استراحت کیلئے لوٹے۔

<u>کانفرنس کے دوسرے روز کی مصروفیات:</u> احقر جمعرات ۶ رمئی صبح سویرے اٹھا۔ نماز وغیرہ سے فراغت پر تقریباً سات بجے میرے کمرے کی ٹیلیفون کی گھنٹی بجی' ریسور اٹھایا تو معلوم ہوا کہ یہ دکتور محمد ہیں۔ جو مجمع التقریب کے نمائندہ تھے۔ اس نے مجھے اطلاع دی کہ آج دوسری نشست میں آپ کو بھی اظہار خیال کرنا ہے۔ مجھے اس سے قبل پروگرام کا شیڈول معلوم نہ تھا۔ بعد میں مولانا سمیع الحق سے معلوم ہوا کہ انہیں بھی فون پر اطلاع دی جا چکی ہے کہ وہ آج دوسری نشست کی صدارت فرمائیں گے۔ حضرت مولانا حسن جان صاحب کیلئے پیغام تھا کہ وہ بھی آج کی پہلی نشست میں تقریر فرمائیں گے۔ مولانا حسن جان پاکستان ہی سے مقالہ لکھ کر ان کو بھیج چکے تھے۔ احقر کی اس سلسلے میں پیشگی تیاری نہ تھی' تاہم اسی وقت کچھ نکات کاغذ پر تحریر کئے۔ سوا آٹھ بجے ہم سب ساتھی ناشتے کیلئے جمع ہوئے۔ پونے نو بجے ہمیں اپنے کمروں میں اطلاع دی گئی کہ کانفرنس کے شرکاء کانفرنس ہال جانے کیلئے لابی میں تیار ہیں۔ آپ بھی جلدی نیچے پہنچ جائیں۔ ہمیں بلیک رنگ کی کاروں میں بٹھا کر روانہ کیا گیا۔ اور اب ہم ایران کی مصروف شاہراہ پر ہزاروں گاڑیوں کے بیچ میں رواں تھے۔ تہران کی تقریباً تمام سڑکیں ٹریفک سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ ہماری گاڑیوں سے آگے پیچھے تہران پولیس اور سیکورٹی اسکواڈ کی گاڑیاں تعینات تھیں۔ جو اس بے ہنگم رش کے دوران راستہ کھولنے کا انتظام بھی کر رہی تھی۔ تاہم انکی کوششیں بے سود تھیں۔ تہران میں جس طرف بھی نظر اٹھائیں گے فلک بوس' دلکش' خوبصورت عمارات کا سلسلہ دور دور تک نظر آئے گا۔ اس شہر کی شان وزیبائی انسان کو متحیر کر دیتی ہے۔ اہل ایران کا ذوق جمالیات ضرب المثل ہے۔ وہ پھولوں کے دلدادہ ہیں۔ راستے میں ہر جگہ عمدہ پارک' وباغات تہران کے حسن میں چار چاند لگا رہے تھے۔

<u>کانفرنس ہال (مجتمع امام خمینی) میں:</u> مختصر یہ کہ آدھ گھنٹہ کے سفر کے بعد ہم مجتمع امام خمینی پہنچ گئے جہاں کانفرنس کل سے شروع تھی۔ کانفرنس کے میزبان ہمارے استقبال کیلئے پہلے سے منتظر تھے۔ یہاں ہمیں مختلف پاکستانی'

افغانی' اور ایرانی حضرات ملے۔ جو حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو جانتے تھے۔ بعض حضرات اپنے تعارف میں بڑھ کر کہتے کہ ہم آپ کے مدرسہ حقانیہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ یہ دیکھ اور سن کر دلوں میں حقانیہ کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسکے فرزند دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے دین کی نشر و اشاعت اور اصلاح امت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر معروف عمل ہیں۔ مجمع التقریب کے سیکرٹری جنرل شیخ محمد علی تسخیری نے والہانہ انداز میں ہمارا استقبال کیا اور ہمیں خوش آمدید کہتے ہوئے ہماری پیشانیوں کو بوسہ دیا۔ موصوف میانے قد کے معمر سرخ و سفید رنگت' لمبی سفید داڑھی کی حامل شخصیت تھے۔ ان کے چلنے سے معلوم ہوا کہ وہ ایک ٹانگ سے لنگ تھے۔ تاہم ان کی یہ معذوری ان کی شخصیت میں کسی قسم کی کمی کا سبب نہ بنی۔ انہوں نے ہمیں کانفرنس ہال میں اگلی نشستوں پر بٹھایا۔ ہمیں کانفرنس کا مکمل پرنٹ شدہ شیڈول دیا گیا۔ کانفرنس ہال کی کیفیت کچھ یوں تھی۔ انٹری گیٹ پر دونوں جانب پریس اور میڈیا کے نمائندوں کیلئے نشستیں تھیں۔ اسکے بعد اندرون ایران دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے جید علماء' سکالرز اور ماہرین فن کیلئے نشست گاہیں متعین تھیں۔ فرنٹ کی تین رو غیر ملکی مندوبین کیلئے مختص تھیں۔ اسکے متصل ۴ فٹ کا اونچا اسٹیج بنایا گیا تھا۔ جسکی لمبائی چوڑائی اندازاً ۱۵ x ۲۰ فٹ تھی۔ اسٹیج پر ہر نشست میں خطاب کرنے والے مقررین کیلئے نشست گاہیں متعین تھیں۔ اسٹیج کے عقبی دیوار پر واعتصموا بحبل لله جميعاً ولاتفرقوا۔ اور اس کے دائیں طرف انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويوتون الزكوٰة وهم راكعون۔ اس کے بائیں طرف ومن يتول الله ورسوله والذين امنوا فان حزب الله هم الغلبون۔ کی آیات کریمات تحریر تھیں۔ جس کے نیچے اس کانفرنس کا موضوع واضح اور نمایاں الفاظ میں لکھا تھا۔ اسکے بالکل نیچے مجمع التقریب کا مونوگرام (پس منظر میں دنیا اور اس کے اوپر خانہ کعبہ کی مرکزیت کی شکل میں) نظر آرہا تھا۔

کانفرنس کے دوسرے دن کی پہلی نشست: آج دوسرے دن کی پہلی نشست تھی۔ کانفرنس شروع ہونے سے قبل اس نشست کے مقررین کو اسٹیج پر بلایا گیا۔ جن میں مولانا حسن جان بھی شامل تھے۔ عربی اور انگریزی سے فارسی زبان میں ترجمہ کیلئے ہیڈفون سامعین کو دیئے گئے۔ اس اجلاس کی صدارت کیلئے شیخ احمد بن حمد الخلیلی' مفتی اعظم سلطنت عمان کا نام پیش کیا گیا۔ جن مقررین نے اس اجلاس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں دکتور عبداللہ نفیسی کویت' شیخ محمد بن ناصر العبودی' سعودی عرب۔ دکتور مصطفیٰ باجو عمان۔ دکتور خالد زہری' مغرب۔ علامہ شیخ اللہ شکر پاشازادہ' مفتی جمہوریہ آذربائیجان۔ اور شیخ الحدیث مولانا حسن جان مدظلہ پاکستان شامل تھے۔ اس نشست کے اختتام پر اور دوسری نشست سے پہلے شرکائے کانفرنس کی تفریح کیلئے چائے اور مشروبات کا اہتمام کیا گیا تھا۔

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی صدارت میں دوسری نشست اور ان کا صدارتی خطاب: مختصر سے وقفے کے بعد دوسری نشست کے لئے مندوبین جمع ہوئے۔ تو اس نشست کی صدارت کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو

اسٹیج پر بلایا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس نشست میں خطاب کرنے والے مقررین کو اسٹیج پر بلایا۔ جن میں احقر کے علاوہ عبدالحق محمد الانصاری امیر جماعت اسلامی ہند۔ صلاح الدین المستاوی۔ تیونس' دکتور علاؤ الدین زعتری سوریا۔ دکتور ابراہیم شبوح اردن۔ آیۃ اللہ ہاشم الصالحی' افغانستان۔ استاذ سید مسعود النوری' قم۔ دکتور ابراہیم برزگر شامل تھے۔

مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب عربی میں پیش کیا' جسکا اردو خلاصہ یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحیم. الحمد لحضرة الجلالة و الصلوة علی خاتم الرسالة.

علماء امت زعماء ملت مشائخ عظام! حکومت ایران کی وحدت امۃ کیلئے یہ کوششیں لائق تحسین ہیں' اگرچہ اس میں تاخیر ہوئی مگر دیر آید درست آید۔ ایک عرصہ سے وحدت کے سلسلہ میں کانفرنسوں کا انعقاد اہم ضرورت ہے لیکن اس وقت یہ کانفرنس کئی حیثیتوں سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

وحدت کفر کی موجودہ صورت تاریخ کا پہلا واقعہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد الکفر ملة و احدة برحق ہے۔ مگر اس وقت پوری عالم کفر کا مسلمانوں کے خلاف عملاً متحد ہوجانا ہماری تاریخ کا پہلا واقعہ ہے۔ پیش کردہ ارشاد نبوی ﷺ کا ظہور اتنے واضح انداز میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ صلیبی جنگوں میں عالم کفر کی بڑی اکثریت ایک ہوچکی تھی مگر کافروں کی ایک اہم تعداد لاتعلق اور غیر جانبدار بھی تھی اسی طرح تاتاری فتنہ بھی ایک عذاب الہیٰ تھا مگر اس موقع پر بھی کئی طاقتیں مسلمانوں کے ساتھ تھیں۔ سویت یونین اور امریکہ دو سپر پاور تھے اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ان دونوں میں سے ایک مسلمانوں سے تعاون کرتا رہا یا غیر جانبدار رہا مگر شکست روس کے بعد وہ صورتحال بدل گئی۔ اس وقت پوری غیر مسلم قوتیں خواہ ہنود ہیں یا یہود وعیسائی ہیں یا کمیونسٹ بھارت' جاپان' فار ایسٹ جیسے مشرقی اقوام اور دیگر ممالک بھی شیطان بزرگ محور شر ومنبع فساد امریکہ اور اس کے حواریوں کے ساتھ ہیں اور ہمارے مسلم ممالک کے حکمران بھی حزب اللہ کے مقابلہ میں حزب الشیطان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ فلسطین کشمیر' بوسنیا' شیشان کی حالت تو سب کو معلوم ہے مگر اب دشمن پورے عالم اسلام کو فلسطین اور شیشان بنانے پر تلا ہوا ہے۔ جس کا نمونہ برادر اشقاء افغانستان اور عراق کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اور پورا عالم کفر امت مسلمہ کے بارہ میں ایک وحدت بن چکا ہے۔ کیا اس سے پہلے الکفر ملة واحدة کا ایسا ظہور ہوا تھا۔

دشمن کے دو بڑے ہتھیار: اس جنگ میں دشمن کا ہتھیار ایک تو حربی ساز وسامان توپ وتفنگ اور مہلک ساز وسامان ہے تو دوسرا خطرناک حربہ اسکا دین اسلام اور ملت مسلمہ پر نشریاتی ابلاغی (میڈیا) وار ہے اس شیطانی دجل و فریب کیلئے وجہ جواز فراہم کرنے کیلئے اس نے اسلام پر ارہابیت کا الزام لگا کر پورے دین کے روشن اور واضح چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اسلام پر دہشت گردی' تنگ نظری' انتہا پسندی اور جہالت کے نام نہاد الزامات کی یلغار کردی ہے۔ فلسطین' عراق' کشمیر اور افغانستان کے بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام دہشتگردی نہیں ہے۔ مگر اسکے خلاف آواز اٹھانے والے ناقابل معافی مجرم اور دہشت گرد ہیں۔

اسلامی تہذیب وثقافت کے خاتمہ کی کوششیں: دشمن نے عملاً ہماری تہذیب جس کا اساس محمد عربی ﷺ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار ہیں۔اس نے ہماری ثقافت اور کلچر اور ہمارے اسلامی تشخص وامتیاز کے ہر نشان کو مٹانے کا کام شروع کر دیا ہے' وہ اسلامی ملکوں میں ہمارے مروجہ نصابوں سے آیات قرآنی احادیث رسول ﷺ اور تعلیمات اسلام اور ہماری تاریخ کے روشن ابواب کو بہ جبر مٹا رہا ہے۔دینی مدارس جس کی وجہ سے ملت مسلمہ کا رشتہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے وابستہ ہے کے خلاف تحریک زور وشور سے جاری ہے۔اسلامی شعائر داڑھی' عمامہ اور اسلامی لباس کو جہل وفساد کی علامت قرار دیا جا رہا ہے۔اپنے ملکوں (مغرب) میں اسلام کے حکم حجاب پر عمل درآمد کو جرم بنادیا گیا ہے

ایٹمی اور نیوکلیئر استعداد کو مفلوج کرنے کا حربہ: اور اسلامی تشخص اور تہذیب و ثقافت کے خاتمہ کی کوششوں کے ساتھ ساتھ اس نے ہماری دفاعی صلاحیت بالخصوص ایٹمی نیوکلیئر استعداد کو بھی سلب یا مفلوج کرنا شروع کر دیا ہے۔جس کی مثال پاکستان کے ایٹمی سائنسدان کے ساتھ شرمناک سلوک اور برادر اسلامی ملک ایران پر دباؤ ڈالنے اور بے سروپا الزامات کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔اسلام کے خلاف مغربی میڈیا کی دجل وتلبیس اور اسے بدنام کرنے کیلئے اٹھائے گئے مسائل اور سوالات کا مجھے ذاتی تجربہ ہے' میں ان کے ذہن اور فکر کو گہرائیوں سے پڑھ چکا ہوں۔پچھلے چار سال سے افغانستان میں جاری حالات' روس کے خلاف جاری جہاد اور جہادی لیڈروں کی باہمی خانہ جنگی اور بعد میں طالبان اور آخر میں القاعدہ کے تناظر میں عالمی میڈیا نے پاکستان کے معروف جامعہ' جامعہ حقانیہ اور دیگر دینی مدارس پر یلغار کیا' سیلاب کی طرح یہ لوگ ہمارے پاس امنڈ کر آئے ان کا اسلام جہاد اور اسلام کے اصول عدل وفلاح کے بارہ میں جو تصور تھا اسے دیکھ کر ہم حیرت میں ڈوب گئے۔

عالمی پروپیگنڈوں کا علاج: اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اس پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کیلئے خود مغربی اور غیر مسلم اقوام تک رسائی حاصل کریں اور انکے سامنے اسلام کا رخ روشن اور عالم انسانیت کیلئے اسلام کے امن وسلامتی کا رخ پیش کریں اس کیلئے وفود بھیجیں مغربی دانشوروں سے رابطہ کریں ان کے اعتراضات اور خدشات پیش کرنے کا ازالہ کریں تاکہ وہ اپنے حکمرانوں اور میڈیا کی پُرفریب باتوں میں نہ آئیں فی الوقت پوری امت مسلمہ میدان کارزار میں ہے کفری قوتوں اس کے استیصال کا فیصلہ کر چکی ہیں پاکستان ایران شام سب اسکی زد میں ہیں ان ممالک کے حکمرانوں سیاستدانوں اور لبرل علماء طبقوں سے کچھ توقع نہ رکھیں۔بلکہ خود علماء ومشائخ امت اس کیلئے اجتماعی راستہ تلاش کریں۔ وحدت امت کیلئے ایران جسے اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے' پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تمام اسلامی ممالک میں فرقہ واریت کو ابھارنے والی سازشوں کا قلع قمع کرے اور قومی وملی یکجہتی کیلئے مختلف مسالک ومذاہب کے درمیان محبت اتحاد اور یگانگت کی فضا پیدا کرے ہمیں پاکستان میں اس کا تجربہ ہوا ہے کہ ہم نے تھوڑی کوشش کی اور مختلف مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر ملی یکجہتی کونسل کے نام سے جمع کیا تو چند دنوں میں شیعہ سنی دیوبندی بریلوی مقلد وغیر مقلد تمام طبقے شیر وشکر ہوگئے۔اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو درپیش تحدیات کا مضبوطی سے مقابلہ کرنے کا ذریعہ بنادے۔امین